

اللهم براء

رمضان الصباری

روحانی ترقی کا حناص موقع

رمضان المبارک، قرآن و احادیث کی روشنی میں نیز فلسفہ رمضان

عبادات میں استقامت اور
فتیولیت دعا کا اصول
از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث





AN-NIDA
MAGAZINE

محله النداء مجلس خدام لأحمد بن مكينياً، جاري شده ١٩٨٩

05

قال الرسول



04

قال الله



07

فرمان خليفة
وقت



06

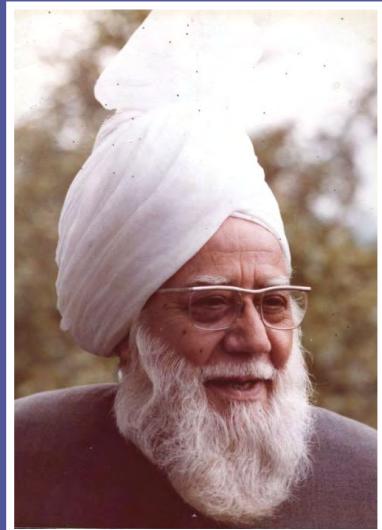
كلام امام
امام الكلام



الله
محمد
رسول



فہرست



13

عبادت میں استقامت اور
قبولیتِ دعا کا اصول



9

رمضان روحانی ترقی
کا خاص موقع

اشاعت ٹیم

صدر محفل

شاہ رخ رضوان عابد صاحب مرbi سلسلہ

مُدیر اعلیٰ

عبدالنور عابد صاحب مرbi سلسلہ

مُدیر اردو

حسور احمد ایقان صاحب

مہتمم اشاعت

رضوان محمد صاحب مرbi سلسلہ

مُدیر انگریزی

ابدال احمد مانگٹ صاحب

ریویو یورڈ ٹیم ممبران

نبیل مرزا صاحب مرbi سلسلہ

فرخ طاہر صاحب مرbi سلسلہ

ٹیم ممبران

عطالکریم گوہر

اسد علی ملک

شمر فراز خواجہ

فراست احمد بشارت

ڈیزائن

حنان احمد قریشی

يَا يَهَا الَّذِينَ أَمْنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمْ
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

قال اللہ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

البقرہ: 184

عَنْ عَائِشَةَ . رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

”تَحْرَرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ“

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قال الرسول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔

(صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تَحْرِيَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ



PHOTO BY: IRFAN BASHIR SHEIKH (QADIAN)
INSTAGRAM: @SHEIKH.IRFAN_

CALLIGRAPHY: ANNIDA DESIGN TEAM

کلام الامام امام الکلام

فرمان حضرت مسیح موعودؑ

ماہ رمضان کی عظمت اور اس کے روحانی اثرات

مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز گزار کر مسجد کی سقف پر تشریف لے گئے کہ چاند کو دیکھیں اور دیکھا اور پھر مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ:

”رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔ شہرُ دَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرة: ۱۸۶) بھی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیانے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ ترکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تخلی قلب کرتا ہے۔ ترکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاوے اور تخلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد ۳، صفحہ ۳۲۲)

فرمان خلیفہ وقت



حضرت مسیح امیر و راجحہ، خلیفۃ المسیح الخامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کیا صرف رمضان کے دنوں میں ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کی خاطر تو نہیں ہو رہیں؟ کیا ہم مستقل اپنی زندگیوں میں ان عبادتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں اور بنارہے ہیں؟ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اگر ہم یہ کر رہے ہیں اور پھر صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی بھی ہیں اور دعائیں بھی کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ دشمنوں سے ہمیں نجات بھی دے گا۔
پھر تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان تکلیفوں سے کس طرح بچائے گا۔“

(خطبہ جمعہ 28 مارچ 2025ء)

نیز یہ بھی یاد رہے کہ انسان میں دو قسم کی طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ ایک قوائے ملکیہ اور دوسرے قوائے بھیمیہ، قوائے ملکیہ کے ساتھ ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے۔ اور قوائے بھیمیہ کے ساتھ شیاطین کا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک کی کمزوری سے دوسری قوت کی ترقی ایک لازمی امر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے قوت بھیمیت یعنی خواہشات حیوانی کو جو کھانے پینے اور جوڑے کی طرف رجوع کرنے سے تعلق رکھتی ہیں کمزور کرنے کے لئے سال بھر میں کم از کم ایک ماہ تک روزہ رکھنے کا حکم دیا تاکہ تمام سفلی خواہشات کے ترک کرنے کی قوت انسان میں پیدا ہو۔ اور یہی کی قوتیں نشوونما پائیں۔

کے سفلی خواہشات کے ترک کی قوت

پھر منظرِ عین دیکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ انسان کی تمام خواہشات و اہواء کی انتہا صرف دو ہی شہوتوں پر ہوتی ہے۔ ایک شہوتِ بطن اور دوسری شہوتِ فرج۔ پس شریعتِ اسلامی نے ایک ایسی عبادت مقرر فرمائی۔ کہ جس کی زد برادرست انہی دو شہوتوں پر پڑتی ہے۔ یعنی روزہ جس کے معنے ہیں۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور صحبت سے رک رہنا۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بن بیا ہوں کو حصول تقویٰ کے لئے روزوں کا حکم دیا اور اس لئے فرمایا ہے کہ ماہ صیام میں محرکات قوائے بھیمیہ یعنی شیاطین قید ہو جاتے ہیں۔ اور ملائکہ سے تعلق ہو کر دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں پس ایسے مفید اور بابرکت ارشادِ خداوندی کی تعمیل کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔

(الفصل، ۳۱، جنوری ۱۹۳۰ء، صفحہ ۶)

رمضان روحانی ترقی کا خاص موقع

تحریر ادعا مر محمود (مجس مقای)

رمضان میں داخل ہونے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر کون سی تبدیلی کیوں لانا چاہتے ہیں۔

عادتی بنانے میں ماحول کا کردار بھی بہت اہم ہوتا ہے۔ انسان جس ماحول میں رہتا ہے، وہی اس کی سوچ اور عمل کو متأثر کرتا ہے۔ ایک اچھا ماحول وہ ہوتا ہے جہاں نیکی کرنا آسان اور برائی سے چھانا آسان ہو جائے۔ رمضان ہمیں سال میں ایک بار ایسا ہی منفرد ماحول فراہم کرتا ہے، جہاں اتحاد کاموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور غلط کاموں سے رکنا نسبت آسان ہو جاتا ہے۔

اکثر ہمارا سماجی حلقہ، چاہے ترقی روحانی ہو یا جسمانی، ہماری راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اگرچہ ہم کتنے ہی پُر جوش کیوں نہ ہوں اور مخصوصہ بندی بھی کر لیں، مگر ایسے لوگوں کے ساتھ میں جوں برقرار رکھنا جو ہمارے اہداف میں شریک نہیں، ہمیں پچھے کھینچ لیتا ہے۔ رمضان ایک ایسا اجتماعی ماحول پیدا کرتا ہے جہاں زیادہ تر لوگ عبادت اور نیکی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور یہی چیز انسان کو اپنے ارادوں پر قائم رہنے میں مدد دیتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف نبی کریم ﷺ نے

حدیث میں اشارہ فرمایا:

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین کو جبڑ دیا جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الرانیؑ رمضان کے حوالے سے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

”جہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور شیطان جبڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا شیطان، وہ شیطان بھی ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور وہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ پس آپ دیکھ لیں کہ رمضان کے میں یہی عادتیں تھیں جو نیکی کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں تھیں مگر اب جب آپ کی وہ عادتیں آپ کو اپنی طرف بلاتی ہیں تو بارہا آپ کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے (نہیں)، معلوم ہوتا ہے کہ ایک تید ہے اور بہت سے روزے دار قید کا احساس نمایاں طور پر رکھتے ہیں۔“

(خطبۃ طاہر، جلد 15، صفحہ 67)

یہ بات بھی سمجھنی ضروری ہے کہ عادتیں بدلنا آسان نہیں ہوتا، اور اس کے ساتھ ایک ابتدائی مشقت ضرور آتی ہے، مگر وقت کے ساتھ یہ مشقت کم ہو جاتی ہے اور عادت انسان کا حصہ بن جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کا ادعہ بیان فرمایا جس نے سو قتل کیے تھے۔ وہ توہہ کی نیت

جیسے ہی ماوراء رمضان آتا ہے، دنیا بھر کے مسلمان مختلف انداز میں اپنے جوش اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ لوگ سحری اور اظہاری کے لذیذ کھانوں کے منتظر ہوتے ہیں جو وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ کھاتے ہیں، کچھ افراد فتنہ اور وزن کم کرنے کے بڑے منصوبے بناتے ہیں، اور کچھ اس بارہ کت میں یہ کوپن روحانی زندگی میں بڑی تبدیلی لانے کا موقع سمجھتے ہیں۔ مگر اکثر یہ جذبہ چند دنوں میں ہی ختم ہو جاتا ہے، اور بہت کم لوگ اصل مقصد تک پہنچ پاتے ہیں جس کے لیے رمضان آتا ہے۔ یعنی ایسی برکتیں اور عادتیں حاصل کرنا جو رمضان کے بعد بھی باقی رہیں۔

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ آخر کیوں ہر سال لوگ رمضان میں بڑے جوش کے ساتھ روحانی ترقی اور دینی علم میں اضافے کے ارادے کرتے ہیں، مگر پھر وہی لوگ بار بار اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم ہر سال وہی طریقہ اپنائیں گے تو تائج بھی وہی نکلیں گے۔ مختلف نتائج کے لیے سوچ اور عمل، دونوں کو بدلا پڑتا ہے۔

ایک عام غلطی جو اکثر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ جوش میں آکر اپنی صلاحیتوں کا حمد سے زیادہ اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان میں وہ خود کو مکمل طور پر بدلا لیں گے، چنانچہ اپنے لیے اتنے زیادہ اہداف مقرر کر لیتے ہیں کہ آخر میں ایک بھی پورا نہیں ہو پاتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو پابندی سے کیے جائیں، چاہے وہ قوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔“ (مند احمد)

اس لیے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پسند رہیں اور ایسی عادتوں کا انتخاب کریں جنہیں ہم واقعی اپنا سکھیں، اور ایسی چیزوں سے بچنے کا ارادہ کریں جنہیں چھوڑنا ہمارے لیے ممکن ہو۔

رمضان میں ثابت قدم رہنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خود کو بار بار یادداشتے رہیں کہ ہم یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔ اکثر لوگ دوبارہ گناہوں کی طرف اس لیے لوٹ جاتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”یہی فطرت ہے اور برائی ایک اصرار ہے (جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے)، اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔“ (ابن ماجہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان واقعی ان نیک عادتوں کی حکمت اور فائدے کو سمجھ لے جنہیں وہ اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہے، تو اس کا دل خود بخود ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے

ذوق و شوق اور حادث پیدا ہونے لگتی ہے... لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے۔ اور یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔“

(ملفوظات، جلد 8، صفحہ 6-5)

اسی لیے رمضان میں ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے جو بغیر محنت کے وقتوں لذت دیتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کو اس اعلیٰ لذت سے محروم کر دیتی ہیں جو عبادت اور یہی میں پچھی ہوتی ہے۔ اگر انسان کا باطن یہ سیکھ لے کہ بغیر کوشش کے بھی خوشی حاصل ہو سکتی ہے، تو وہ اس محنت کے لیے تیار نہیں رہتا جو عبادت کی حقیقی لذت تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے۔

آخر کار، چاہے ہم کتنی یہی مخصوصہ بندی کر لیں اور کوشش بھی کر لیں، خاص طور پر روحانی معاملات میں مستقل ترقی دعا کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے رمضان کے مہینے میں، جب دعا کے موقع خاص طور پر زیادہ ہوتے ہیں، ہمیں اپنے لیے خوب دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان سے بھر پور

فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سے ایک عالم کے پاس گیا، مگر عالم نے مایوسی میں اسے بتایا کہ اس کی مفترض ممکن نہیں، جس پر اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ ایک نیک شخص کے پاس گیا، جس نے اسے بتایا کہ توہہ ممکن ہے، مگر اسے نیک لوگوں کی بستی کی طرف بھرت کرنا ہوگی۔ یہ حدیث ہمیں یہ حقیقت سمجھاتی ہے کہ گناہ کی زندگی چھوڑنا اور یہی اختیار کرنا ایک حد تک مشقت مانگتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے بھرت میں انسان کو وہ جگہ چھوڑنی پڑتی ہے جس سے اس کا نفس انوس ہوتا ہے۔ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر ما جوں نہ بدلا جائے تو خود کو بدنا تقریباً ممکن ہو جاتا ہے۔

آخر میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے، اس میں کسی نہ کسی درجے کی لذت شامل ہوتی ہے۔ کوئی چیز اس وقت نہیں ہے جب انسان بار بار اس سے حاصل ہونے والی خوشی کو محسوس کرتا ہے۔ عام طور پر وہ کام جن میں سب سے زیادہ لذت ہوتی ہے، وہی سب سے زیادہ محنت بھی مانگتے ہیں۔ نماز اور عبادت کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور یہیں نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظِ نفس سے بالاتر اور بلند ہے۔“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 140)

ایک اور مقام پر آپؐ فرماتے ہیں:

”جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جس کے لئے اس کے دل میں توبہ اور بے قراری ہوتی ہے، یعنی عبادت کے لئے ایک

شیطان کا رمضان میں جکڑ جانا

جہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور شیطان جکڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا شیطان، وہ شیطان بھی ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور وہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ پس آپؐ دیکھ لیں کہ رمضان کے مہینے میں کتنی ایسی عادتیں تھیں جو یہی کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں تھیں مگر اب جب آپؐ کی وہ عادتیں آپؐ کو اپنی طرف بلاتی ہیں تو بدھا آپؐ کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے ”نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ایک قید ہے اور بہت سے روزے دار قید کا احساس نمیاں طور پر رکھتے ہیں

(خطبہ طاہر، جلد 15، صفحہ 67)



حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پردے کے پیچھے میرا خدابیٹھا ہوا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے رمضان کا بدلہ میں ہوں۔ پس جب تم رمضان کو ملے تو درحقیقت رمضان کے پردے میں تم مجھے ملے کیونکہ میں ہی رمضان کے پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا ہوتا ہوں۔ پھر جب وہ جاتا ہے تو ویسا ہی کرب آ جاتا ہے۔ پس ان ایام میں ہر شخص کے لئے موقع ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھے اور اس کے قرب کو حاصل کرے۔ بے شک دوسرے دنوں میں بھی اس کے قرب کے دروازے کھلے رہتے ہیں مگر ان

دنوں میں وہ اور دنوں کی نسبت زیادہ کھل جاتے ہیں اور ہر شخص کے گھر میں رمضان آ جاتا ہے۔ جب رمضان کامہینہ قریب آتا ہے تو جس طرح کسی کا بیٹھا ہر سے جدا ہو کر اپنے سے ملنے کے لئے آئے تو وہ دوڑ کر اپنے بیٹے سے ملنے جاتا ہے۔ اسی طرح ہر شخص کو رمضان کا اشتیاق ہوتا ہے، وہ اس سے ملتا ہے اور جانتا ہے کہ رمضان کے

دل میں

پیدا ہوتا ہے جیسے محبت کرنے والے طرح محمد ﷺ رمضان کو چھ منزليں چھوڑنے جایا کر رہے ہیں اور کوئی دو شیش تک چلے جاتے ہیں۔ اسی کے دل میں اپنے کسی عزیز اور پیارے کی جدائی پر کرب اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جب کسی کا محبوب اور پیارا جدا ہوتا ہے تو وہ کچھ دور تک اس کے ساتھ جانے کی کوشش کرتا ہے، کوئی شیش تک چلا جاتا

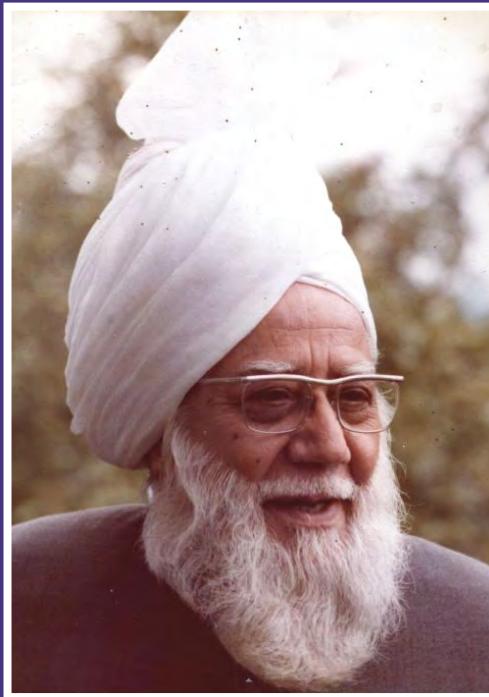
(خطبات محمود جلد ۲۳، صفحہ ۳۳۶-۳۳۷)

عبدت میں استقامت اور قبولیت دعا کا اصول

پھر سال کے بعد رمضان آ جاتا ہے، بہت ساری عبادات کا مجموعہ، میں نے کئی دفعہ پہلے بھی بتایا یہ ایک عبادت نہیں محسن بھوکار ہے کی، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے، کثرت سے مستحقین کی طرف توجہ کرنے کی ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کی عبادت ہے، دعائیں کرنے کی ہے راتوں کا عام راتوں کی نسبت زیادہ حصہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے یا سنن پر خرچ کرنے اور دعاوں میں مشغول رہنے کا عمل صاحب ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الالہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کے لئے، نور میں شدت پیدا کرنے کے لئے ہے۔ پھر سال کے بعد رمضان آ جاتا ہے، بہت ساری عبادات کا مجموعہ، میں نے کئی دفعہ پہلے بھی بتایا یہ ایک عبادت نہیں محسن بھوکار ہے کی، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے، کثرت سے مستحقین کی طرف توجہ کرنے کی ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کی عبادت ہے، دعائیں کرنے کی ہے راتوں کا عام راتوں کی نسبت زیادہ حصہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے یا سنن پر خرچ کرنے اور دعاوں میں مشغول رہنے کا عمل صاحب ہے۔ یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے سال بھر کی عبادات کی کمزوریوں کو دور کرنے اور انہیں زیادہ طاقت دینے کے لئے رمضان کا مہینہ رکھ دیا۔ اگر گیارہ مہینے کسی نے عبادت ہی نہیں کی اللہ کی، اس کے احکام پر وہ کار بند ہی نہیں رہا، اس



”اس لئے ماه رمضان میں لیلۃ القدر کی تلاش یہ یہم وقت خدا تعالیٰ کی طرف (Consciously) یعنی جانتے بوجھتے سوچتے سمجھتے ہوئے متوجہ رہنا دعا کرنے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو قبول کرے، یہ ہمیں دوران سال کی عبادات سے آزادی نہیں بخشتا بلکہ دوران سال کی جو مستقل روزانہ پانچ وقت نمازیں ہم ادا کرتے ہیں ان کو ایک بار مضبوطی بخشی جاتی ہے ہر سات دن کے بعد جمعہ کے وقت۔ آپ نے فرمایا جو خلوص نیت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر دعائیں مانگنے والا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ایسیوں میں سے جن کے لئے پسند کرے گا وہ گھڑی میسر کر دے گا۔ جس میں ان کی دعا قبول کر لے گا۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ چھ دن مزے کرتے رہو۔ نمازیں چھوڑتے رہو، ڈاکے مارتے رہو، توں میں کمی بیشی کرتے رہو، جو بھی حکم ہے خدا کا اس پر کار بند نہ رہو اور جمعہ کو تمہیں وہ گھڑی مل جائے گی نہیں ملے گی وہ گھڑی وہ گھڑی تب ملے گی جب آپ چھ دن خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے خدا کے حضور جھک کے کہیں گے کہ اے خدا! جو ہم نے تیری غاطر کام کئے ہیں ہزار ان کے اندر کمزوریاں ہیں، اب یہ جمعہ ہے تیرے وعدے ہیں۔ اس میں برکتیں تو نے رکھی ہیں، ایسی برکتیں دے کہ جو پچھلے ہفتے کی کمزوریاں ہیں ہماری خلوص نیت کے باوجود وہ دور ہو جائیں۔ ایک جگہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ استقامت سے کام لو اور استغفار کرو یعنی خدا سے مغفرت چاہو۔ یہ بات سات دن کی عبادات میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے، اس پر حسن چڑھانے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا فرمائی

”اے عیزیز قادرِ خدا! اے عیزیز پیارے رینما!
تو بعین وہ راہ دکھا جس سے
تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق و صفا
اور بعین ان راہوں سے بچا جن کا مدعایا
صرف شیوات ہیں یا کینہ یا
بغض یا دنیا کی حرص و بوا۔“

ساتھ جتنی برکتیں ہیں وہ قرآن میں موجود ہیں۔ یہ ایک بہت اہم پہلو ہے رات تو آکے گزر جاتی ہے قرآن تو نہیں گزر جاتا، قرآن اس سے دامنی تعلق رکھتے ہو تو رات کی برکتیں بھی ملیں گی۔ اگر اس سے تعلق نہیں ہے تو رات کی برکتوں سے بھی محروم رہو گے کیونکہ یہاں قرآن کو لیندہ القدر سے کالتا جائی نہیں سکتا۔ نہ قرآن کریم کو رمضان مبارک سے کالتا جاسکتا ہے، نہ قرآن کریم کو لیندہ القدر سے کالتا جاسکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ قرآن سے تم کاٹے جاؤ اور رمضان نصیب ہو جائے۔ اس لئے محض لیندہ القدر کی تلاش کافی نہیں ہے جب تک قرآن کریم سے ایک دامنی مستقل تعلق قائم نہ ہو اور قرآن کریم کے مضامین پر غور نہ کرو۔

مطلوب یہ ہے کہ اس رات کے تمام مضامین قرآن کریم میں موجود ہیں۔ یہ ایک بہت اہم پہلو ہے رات تو آکے گزر جاتی ہے قرآن تو نہیں گزر جاتا، قرآن تو ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا ہے۔ پس یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ تم ایک رات میں برکتیں ڈھونڈ نہیں سکتے جب تک ان برکتوں سے دامنی تعلق نہ قائم کر لو جو تمام تر قرآن میں موجود ہیں۔ اس لئے ایک رات اٹھ کر شور چادو اور سمجھو کہ تم نے جو کچھ مانگا تھا سب کچھ مل گیا اور اب مزید تمہیں کوئی حاجت نہیں رہی اگلے سال پھر مانگنے آجائے۔ یہ ایک بالکل غلط تصور ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، قرآن کریم میں جو باتیں ہیں وہ ساری اس رات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ کویا اس رات کے

(خطبات طاہر، جلد ۱۵ صفحہ ۱۲۲)

حضرت خلیفۃ المسیح امام ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے فرمایا:
صرف برائی سے پچنا تقویٰ نہیں ہے بلکہ برائی سے
نیچ کر نیکیوں کو بجالانا تقویٰ ہے۔

(خطبہ جمعہ 28 مارچ 2025ء)



نحوت

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌ
تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

محفَرٌ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ
كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ

دَحْت

رَبِّ اغْفِرْ وَازْحَمْ
وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ





الْمَصْلُح
مَوْعِدُهُ

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے بیرے فلسفیو! ازورِ دعا دیکھو تو